© rasailojaraid.com

شاہد حسین رزاقی

تاریخِ چین کا نازک ترین دور

مشرقی اقوام کا عہدِ عروج و تنویر مغربی اقوام کا دورِ زوال و ظلمت تھا۔ مگر حالات نے پلٹا کھایا مشرق کا ستارۂ اقبال غروب ہوا اور یورپ دیکھتے ہی دیکھتے ساری دنیا پر چھا گیا۔ مصر، ایران، ہندوستان اور چین جیسے قدیم ممالک بھی جو تہذیب و تمدن کے اعلیٰ مدارج طے کر چکے تھے، مغربی اقوام کے سامراجی عزائم اور ہوسِ ملک گیری کا شکار ہونے لگے۔ یورپی اقوام کی جاری کردہ مقبوضاتی اور تجارتی مہم میں پرتگالی سب سے آگے تھے اور دوسرے ممالک کی طرح چین میں بھی سب سے پہلے پرتگالی تاجر آئے اور ساحلی علاقوں میں آباد ہونے لگے۔ ان کے بعد ولندیزی، انگریز، فرانسیسی، جرمن، امریکی اور دوسری قوموں کے مہم جو تاجروں نے ادھر کا رُخ کیا۔ یہ تاجر آلاتِ حرب سے پوری طرح مسلح تھے اور قلعہ بندیاں کر کے رہنے لگے۔ اور رفتہ رفتہ اتنے خود سر ہو گئے کہ اپنی طاقت کے زعم میں مقامی حکومت کے قوانین کو ٹھکرانے لگے۔ چین نے اس طوفانی دھارے کو روکنے کی کوشش کی لیکن یہ اس کے بس کی بات نہ تھی۔ کیونکہ چین کے حکمران کمزور تھے، سرکش امرا مرکزی اقتدار کو تسلیم نہ کرتے تھے اور چین کی فوجیں بالکل بے جان اور غیر منظم تھیں۔ چینی شہنشاہیت ڈھائی ہزار سال سے قائم تھی اور اس کی عظمت و سطوت کا سکہ صدیوں جاری رہا۔ مگر انیسویں صدی عیسوی میں وہ اتنی کمزور ہو گئی تھی کہ مغربی تاجروں کی چیرہ دستیوں کا مقابلہ نہ کر سکی اور ۱۸۴۲ء میں فیصلہ کن شکست کے بعد اس ملک کی تاریخ کا تاریک ترین دور شروع ہوا جو ایک صدی سے زیادہ جاری رہا اور آخر کار ۱۹۴۹ء کے عظیم اشتمالی انقلاب سے اس کا خاتمہ ہوا۔

جنگِ افیون

ایسٹ انڈیا کمپنی کو چین سے تجارت کرنے کی اجارہ داری بھی حاصل تھی اور چینی مال کی قیمت چاندی میں ادا کی جاتی تھی۔ ہندوستان [illegible] علاقوں میں افیون کی کاشت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بہت وسیع پیمانے پر کی جانے لگی تھی اور انگریزوں نے یہ ترکیب سوچی کہ چینی مال کے بدلے میں چاندی کے بجائے افیون دی جائے۔ اس منصوبہ کے مطابق کثیر مقدار میں افیون چین بھیجی جانے لگی۔ اور انگریزوں نے چینی سلک اور چائے کے بدلے میں افیون دینا شروع کیا۔ اس وقت تک چین میں افیون کا استعمال برائے نام ہوتا تھا۔ مگر اس تجارت کی وجہ سے سارے ملک میں افیون کا رواج ہونے لگا اور اس سے لوگوں کی صحت اور ملک کی معیشت پر جو تباہ کن اثر پڑ رہا تھا اس کو روکنے کے لیے شہنشاہ چیانگ نے چین میں افیون لانا ممنوع قرار دیا۔ لوگ افیون کے عادی ہو گئے تھے۔ اس لیے انگریز تاجر چینی تاجروں اور بدعنوان افسروں سے سازباز کر کے ناجائز کاروبار کرتے رہے۔ ۱۸۳۸ء تک افیون کی درآمد اتنی بڑھ گئی تھی کہ اس کے بدلے میں انگریز تاجر چائے اور سلک کے علاوہ سالانہ ایک کروڑ اونس چاندی بھی لے جاتے تھے۔ اس تباہ کن تجارت کو روکنے کے لیے چینی محبانِ وطن نے عملی قدم اٹھایا اور کینٹن میں انگریزوں کی تجارتی کوٹھیوں کا محاصرہ کر کے افیون کی بیس ہزار پیٹیوں پر قبضہ کر لیا۔ ۳ جون ۱۹۳۹ء کو یہ پیٹیاں جلادی گئیں۔

اس کارروائی سے انگریز بہت مشتعل ہوتے اور اس کا نتیجہ پہلی جنگِ افیون کی شکل میں نکلا۔ انگریزی فوجیں کینٹن، شنگھائی، اموئی اور ننگ پو کی بندرگاہوں اور وسیع ساحلی علاقوں پر قابض ہو گئیں۔ ۱۸۴۰ء کے آخر میں انگریزی بحری بیڑے نے ایسے علاقے پر قبضہ کر لیا جو پیکن سے زیادہ دور نہ تھا۔ اس سے چینی حکومت خوف زدہ ہو گئی اور صلح کی خواہش مند ہوئی۔

معاہدۂ نانکن

جنگِ افیون میں چین کی شکست سے مغربی اقوام کے لیے چین کے دروازے کھل گئے۔ اور یہ ملک ان کی چیرہ دستیوں کا شکار ہونے لگا۔ جنگ کے خاتمہ پر ۱۸۴۲ء میں معاہدۂ نانکن ہوا جو چین کی رسوائی اور تباہی کا باعث بنا اور مغربی اقوام پوری آزادی کے ساتھ چین کا استحصال کرنے لگیں۔

اس معاہدہ کے مطابق افیون کی تجارت پر سے تمام پابندیاں اٹھالی گئیں اور چینیوں نے افیون کی جو بیس ہزار پیٹیاں جلادی تھیں ان کا تاوان ادا کیا گیا۔ ہانگ کانگ انگریزوں کے حوالے کر دیا گیا جس کو انھوں نے اپنا بحری اور فوجی مرکز بنا لیا۔ پہلے انگریزوں کو صرف ایک بندرگاہ کینٹن سے تجارت کرنے کی اجازت تھی اب پانچ بڑی بندرگاہیں ان کے لیے کھول دی گئیں اور وہاں ان کو انگریزی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بستیاں بسانے کا اختیار دیا گیا۔ ان بستیوں پر چین کا کوئی اختیار نہیں رہا۔ انگریزوں کو چینی قوانین سے مستثنیٰ کر دیا گیا اور چینی علاقوں میں غیر ملکی قانون چلایا جانے لگا۔ بلا تخصیص تمام اشیائے تجارت پر ہمیشہ کے لیے پانچ فیصد محصول مقرر کر دیا گیا اور چینی حکومت کو اس میں ترمیم کرنے کا کوئی اختیار نہیں رہا۔

جنگِ افیون میں شکست سے چین کو ایک زبردست نقصان یہ بھی پہنچا کہ انگریزوں کی طرح دوسری قوموں نے بھی جارحانہ پالیسی اختیار کی اور اپنی طاقت کا مظاہرہ کر کے ان قوموں نے بھی چین سے معاہدے کیے اور انگریزوں جیسے حقوق حاصل کر لیے۔ ۱۸۴۴ء میں امریکہ نے معاہدۂ وانگھشیا کیا اور ان مراعات کے علاوہ جو انگریزوں کو دی گئی تھیں چینی آبی راہوں میں جہاز رانی کے حقوق بھی حاصل کر لیے۔ اسی طرح کا ایک معاہدہ فرانس نے بھی کیا۔ ان معاہدوں کا ایک نقصان رساں پہلو یہ بھی تھا کہ عیسائی مشنریوں نے بہت ناجائز فائدہ اٹھایا اور ملک میں مذہبی کشیدگی پیدا کرنے کے علاوہ سیاسی جوڑ توڑ اور سازشوں میں بھی حصّہ لینے لگے۔

نتائج کے اعتبار سے اس جنگ کے اثرات وقتی نہ تھے بلکہ مدتِ دراز تک چین کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔ چنانچہ اس ملک میں افیون درآمد کرنے کی سہولتیں اور مراعات ۱۹۱۷ء تک جاری رہیں۔ درآمدات پر صرف ۵ فیصد محصول عائد کرنے کی شرط ۱۹۲۸ء تک نافذ رہی۔ چینی علاقوں پر غیر اقوام کا تسلط ۱۹۴۲ء تک قائم رہا اور ۱۹۴۹ء کے انقلاب سے پہلے یہاں چینی قوانین نافذ نہ کیے جا سکے۔

بغاوتِ تیپنگ

مغربی اقوام اپنی سامراجی پالیسی پر کاربند تھیں۔ اور ان کی چیرہ دستیوں میں برابر اضافہ ہو رہا تھا۔ اس کے خلاف شدید ردِ عمل ہوا اور چین میں زبردست بغاوت پھیل گئی جس کا سلسلہ پندرہ سال تک جاری رہا اور اس خونریزی میں دو کروڑ جانیں ضائع ہوئیں۔ یہ بغاوت ۱۸۵۰ء میں جنوبی صوبہ کوانگسی میں شروع ہوئی اور اس نے بہت جلد ایک عوامی تحریک کی شکل اختیار کر لی۔ کوانگسی میں شروع ہونے والی یہ تحریک بڑی تیزی سے شمال میں پیکن، مشرق میں شنگھائی اور مغرب میں تبت تک پھیل گئی۔ اس کا رہنما ہونگ ہیو چوان تھا جو اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ کا چھوٹا بھائی کہتا تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہونگ مطلق العنان حکومت، مغربی اقوام کے اقتدار اور مشنریوں کی سیاسی سرگرمیوں کا انتہائی مخالف تھا۔ اس نے طاقتور عوامی فوج منظم کر کے ایک انقلابی مملکت قائم کر لی جس کا نام تیپنگ تین کو یعنی عظیم امن کی آسمانی سلطنت رکھا۔ اور نانکن کو صدر مقام بنایا۔ یہ سلطنت ۱۸۵۰ء سے ۱۸۶۵ء تک پندرہ سال قائم رہی۔ اس نے تربیت یافتہ عوامی فوج قائم کی۔ بیرونی اقوام کی مداخلت اور اقتدار کو ختم کرنا اپنا بنیادی مقصد قرار دیا۔ مطلق العنانی اور جاگیرداری کو ختم کرنے کے لیے عملی اقدامات کیے۔ امرا کی دولت چھین کر اسے غریبوں میں تقسیم کیا۔ عورتوں کو حقوق دیے اور معاشرے میں انصاف و مساوات کا قیام اور ہر شخص کے لیے روٹی اور کپڑے کی فراہمی حکومت کا فرض قرار دیا۔

بادشاہ اور امرا اس تحریک سے بہت خوف زدہ تھے اور وہ اس تحریک کے حامیوں کا قتل عام کرنے لگے۔ مغربی ممالک میں پہلے تو اس تحریک کو عیسائیت کی کامیابی قرار دے کر اس کی حمایت کی گئی مگر جب یہ پتہ چلا کہ یہ مغربی اقوام اور مشنریوں کی دشمن ہے تو انھوں نے اس کے خلاف چینی حکومت کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا اور اس مقصد کے لیے ایک معاہدہ بھی کر لیا۔ ۱۸۶۱ء میں چینی حکومت کے ساتھ برطانوی اور فرانسیسی فوجوں نے بھی تیپنگ کے خلاف زبردست جنگ شروع کر دی۔ بڑی سخت اور خونریز لڑائیاں ہوئیں۔ اور بالآخر کار ۱۸۶۵ء میں یہ تحریک ختم ہو گئی۔

معاہدۂ تین سن

چینی حکومت اس قدر کمزور تھی کہ وہ تیپنگ کی بغاوت پر قابو نہ پا سکتی تھی اور بیرونی اقوام سے مدد لینے پر مجبور ہو گئی تھی۔ بیرونی اقوام بھی اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہتی تھیں اور اپنا اقتدار بڑھانے کے لیے موقع کی تلاش میں تھیں۔ ۱۸۵۷ء میں ان کو یہ موقع مل گیا۔ چینی حکام نے ایک جہاز پکڑ لیا جو ناجائز طور پر افیون لے جا رہا تھا۔ اس کو بہانہ بنا کر انگریزوں نے اعلان جنگ کر دیا اور فرانسیسی بھی ان کے ساتھ جنگ میں شامل ہو گئے۔ چین کو پھر شکست ہوئی اور ۱۸۵۸ء میں معاہدۂ تین سن طے پایا جس سے چین کی رسوائی اور تباہی میں اور اضافہ ہو گیا۔

اس معاہدہ کے مطابق چین کو زبردست تاوانِ جنگ ادا کرنا پڑا۔ غیر ملکیوں کو پیکن میں رہنے کا حق دیا گیا۔ چین کی کئی اور بندرگاہوں میں غیر ملکیوں کو اپنی بستیاں بسانے اور اپنے قانون

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے تحت رہنے کا اختیار ملا۔ مغربی اقوام کے خاص حقوق تسلیم کیے گئے جن کے تحت ان کو چینی قانون سے مستثنیٰ کیا گیا اور ان کی عدالتیں قائم کرنے کے لیے شنگھائی کا ایک حصہ مخصوص کر دیا گیا جو بعد کو بین الاقوامی بستی کہلایا۔ افیون کی تجارت ہر طریقہ سے جائز قرار دی گئی اور کسٹم کا محکمہ اور محاصل بیرونی اقوام کی تحویل میں دے دیئے گئے۔

ایک شرط کے مطابق مغربی اقوام کے مذہب کی فضیلت کو تسلیم کیا گیا اور مشنریوں کو مکمل آزادی دی گئی۔ اس طرح چینی معاشرہ میں تفریق پیدا ہو گئی اور نئے عیسائیوں کے عقائد پرانے چینی عقائد سے متصادم ہونے لگے۔

معاہدہ کی ایک شرط کے مطابق برطانیہ، فرانس، جرمنی اور امریکہ نے قرض دینے کی ایک متحدہ مجلس قائم کی جس میں بعد کو روس اور جاپان بھی شریک ہو گئے۔ چین کی مالی حالت اتنی خراب تھی کہ وہ بار بار قرض لینے پر مجبور ہو جاتا تھا اور اس طرح استعماری جال میں پھنستا گیا۔ مغربی اقوام چین کو زبردستی قرض دے کر مراعات حاصل کرنے لگیں۔ اور ان مراعات کو برقرار رکھنے کے لیے قرض واپس لینے سے انکار کر دیتی تھیں اور آخر کار معاہدوں میں بھی یہ شرط داخل کر دی گئی کہ قرض دینے والی قوم کی مرضی کے بغیر چین قرض واپس نہیں کر سکتا۔

شہنشاہ نے اس معاہدہ کی منظوری دینے میں تاخیر کی تو انگریزوں اور فرانسیسیوں نے پھر جنگ شروع کر دی۔ آخر کار ۱۸۶۰ء میں معاہدہ پر دستخط ہوتے اور وہ اپنا مقصد حاصل کرنے کے بعد انگریز اور فرانسیسی تیپنگ کے خلاف جنگ میں شریک ہو گئے۔

سامراجی اقوام میں جاپان کی شمولیت

انیسویں صدی کے اواخر میں جاپان بھی مغرب کی ان سامراجی قوموں میں شامل ہو گیا جو چین کا استحصال کر رہی تھیں، اور آگے چل کر جاپان چین کے لیے سب سے بڑا خطرہ بن گیا۔ تیپنگ جیسی تحریک کوریا میں بھی شروع ہوئی تھی جس کو کچلنے کے لیے کوریا نے چین سے امداد طلب کی اور اس مسئلہ پر چین اور جاپان میں شدید اختلاف پیدا ہو گیا۔ یہ کشمکش اتنی بڑھی کہ ۱۸۹۴ء میں جاپان نے چین پر حملہ کر دیا۔ جاپان کے ہاتھوں بھی چین کو شکست ہوئی اور صلح نامہ کے مطابق جاپان نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چین سے تاوانِ جنگ کے علاوہ جزیرۂ تیوان (فارموسا) بھی حاصل کرلیا۔

جاپان جیسے چھوٹے ملک کی اس کامیابی سے چین کی کمزوری سب پر عیاں ہوگئی اور مغربی اقوام چینی صوبوں کو اپنا حلقۂ اثر قرار دے کر وسیع علاقوں پر قبضہ کرنے لگیں۔ جرمنی نے شانتنگ کو، روس نے منچوریا اور منگولیا کو، برطانیہ نے وادیِ یانگسی کو، فرانس نے جنوب مغربی صوبے کو اور جاپان نے فوکین کو اپنا حلقۂ اثر بنالیا اور چین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کی پالیسی پر عمل ہونے لگا۔ چین کے یہ وسیع علاقے بدترین قسم کے سامراجی استحصال کا شکار ہونے لگے اور چین کا مستقبل تاریک تر ہوگیا۔ نتائج کے اعتبار سے یہ شکست چین کے لیے جنگِ افیون میں شکست سے بھی زیادہ تباہ کن ثابت ہوئی۔

باکسروں کی بغاوت

سامراجی اقوام نے چین کو سیاسی اور معاشی تباہی کے تاریک غاروں میں ڈھکیل دیا تھا۔ انھوں نے چین کی آزادی پامال کی چینی حکومت پر مسلط ہوگئے۔ معاشی اور تجارتی نظام اور ریلوں اور جہازرانی پر قبضہ کرلیا۔ اپنے حلقہ ہائے اثر بنا کر وہاں کے خود مختار حاکم بن گئے اور مذہبی اختلاف پیدا کرکے معاشری اور قومی اتحاد کو نقصان پہنچایا۔ ان افسوس ناک حالات نے محبانِ وطن کو بہت متاثر کیا اور سامراجی چیرہ دستیوں کو ختم کرنے کے لیے شانتنگ میں ایک خفیہ جماعت ژی ہو توان کے نام سے ۱۸۹۸ء میں قائم ہوئی جس سے تعلق رکھنے والے باکسرز کے نام سے مشہور کیے گئے کیونکہ یہ لوگ جسمانی تربیت اور ایک ورزش پر جو مکہ بازی سے مشابہ تھی بہت زور دیتے تھے۔ شانتنگ جرمنوں کا حلقۂ اثر تھا۔ اور ان کے خلاف یہاں اس تحریک کا آغاز ہوا جو بڑھتی اور پھیلتی گئی۔ اور اس نے بہت جلد غیر ملکیوں اور مشنریوں کے خلاف ایک عوامی تحریک کی شکل اختیار کرلی۔ یہ لوگ مطلق العنانی کے مخالف تھے۔ غیر اقوام کے سیاسی اور معاشی تسلط کو ختم کر دینا چاہتے تھے اور مشنریوں سے بھی نفرت کرنے لگے تھے۔ جن کا سیاسی اثر اس قدر بڑھ گیا تھا کہ ایک شاہی فرمان کے بموجب کلیسائی عہدہ داروں کو وائسراؤں اور گورنروں کے مساوی مرتبہ دیا گیا تھا۔

تحریک کی مقبولیت اور عوام میں زبردست ہیجان و اشتعال کی وجہ سے حکومت خوف زدہ تھی اور ۱۹۰۰ء میں وہ بھی اس کی تائید کرنے پر مجبور ہوگئی۔ مگر ساتھ ہی اسے یہ خطرہ بھی لاحق تھا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ اس کے خلاف سامراجی قوتیں شدید اقدام کریں گی - یہ اندیشہ درست ثابت ہوا - سامراجی قوموں نے اس تحریک کو کچلنے کے لیے ایک بین الاقوامی فوج تیار کی جس میں انگریز، امریکی، جرمن، روسی، فرانسیسی، اطالوی، آسٹروی اور جاپانی سب شامل تھے - اس فوج نے پیکن پر حملہ کر دیا اور قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو گیا - چینی فوج اس کا مقابلہ نہ کر سکی - باکسروں کی بغاوت کچل دی گئی اور چین پر ایک اور معاہدہ مسلط کیا گیا -

سامراجیوں کے خلاف روز بروز تحریکیں چلائی جا چکی تھیں - اس لیے آئندہ اس قسم کی تحریکوں کا سدِ باب کرنے کی تدبیریں بھی اس معاہدہ کی شرائط میں شامل کی گئیں - چین پر تباہ کن تاوانِ جنگ عائد کیا گیا اور برطانیہ، امریکہ، فرانس، جرمنی، روس اور جاپان جیسی بڑی طاقتوں کے علاوہ اٹلی، ہالینڈ، آسٹریا، بلجیم، اسپین، پرتگال، اسویڈن اور ناروے کو بھی تاوانِ جنگ دلایا گیا اور چین یہ تاوان اقساط کی شکل میں ۱۹۰۱ء سے ۱۹۴۰ء تک ادا کرتا رہا - دس ملکوں کو اپنے سفارت خانہ کی حفاظت کے لیے فوجیں رکھنے کا اختیار دیا گیا اور سفارت خانوں کے علاقہ میں چینیوں کا رہنا ممنوع قرار پایا - پیکن سے بندرگاہوں تک جانے والی ریلوے لائنوں کی حفاظت کے لیے بھی غیر ملکی فوج رکھنے کا اختیار دیا گیا - چنانچہ پیکن، ٹینٹسن اور شانہی کوان میں آئندہ چالیس سال تک اسی شرط کے تحت غیر ملکی فوجیں متعین رہیں - اس معاہدے میں گزشتہ تجارتی معاہدوں پر بھی نظرِ ثانی کی گئی اور غیر ملکیوں کو تجارت و جہاز رانی کے لیے مزید حقوق دیے گئے -

چین کے خلاف اس کامیابی سے جاپان کا وقار بہت بڑھ گیا اور مغربی قومیں اپنے سامراجی مقاصد کے لیے جاپان سے بھی ساز باز کرنے لگیں - ۱۹۰۲ء میں برطانیہ نے جاپان سے ایک معاہدہ کیا جس کا اصل مقصد مشرقِ بعید میں اس کے اثرات کو روکنا تھا - مگر چین بھی اس سے بری طرح متاثر ہوا - کیونکہ روس کے خلاف اس جدوجہد کا میدان چین کے شمالی صوبے ہی تھے اور معاہدہ کی پہلی دفعہ میں ہی یہ واضح کر دیا گیا تھا کہ چین میں برطانیہ کو اور کوریا میں جاپان کو فوجی مداخلت کرنے کا اختیار حاصل ہو گا - ۱۹۰۵ء میں جاپان نے جب روس کو زبردست شکست دی تو اس کی دھاک ساری دنیا پر بیٹھ گئی اور برطانیہ نے ۱۹۰۲ء والے معاہدہ کی جب تجدید کی تو یہ بھی تسلیم کر لیا کہ جاپان کو مشرقی ایشیا میں اپنا تسلط قائم کرنے کا حق حاصل ہے - اس کے بعد امریکہ نے بھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جاپان سے معاہدہ کیا اور ۱۹۰۸ء کے راضی نامۂ روٹ - تاکا ہیرا میں یہ طے ہوا کہ جاپان منچوریا اور کوریا پر اپنا اثر قائم کرلے، اور امریکہ فلپائن پر اپنی گرفت مضبوط رکھے، فرانس نے بھی جاپان سے اسی قسم کا معاہدہ کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ جاپان کوریا پر اثر جمالے، اور فرانس ویٹ نام پر اپنا تسلّط برقرار رکھے - برطانیہ، امریکہ اور فرانس جیسی بڑی طاقتوں سے یہ معاہدے کرلینے کے بعد جاپان کا حوصلہ اتنا بڑھا کہ اس نے کوریا پر قبضہ کرلیا -

سن یات سین اور جمہوری انقلاب

چین کے بگڑے ہوئے حالات، جنگوں میں ناکامی اور معاشی تباہی نے ساری قوم پر بہت بُرا اثر ڈالا - اور چینی نوجوان خاص طور پر بہت متأثر ہوئے اور اپنے ملک کو ہر جہتی استحصال و تباہی سے بچانے کے لیے میدانِ عمل میں اتر آئے - نوجوان رہنماؤں میں سن یات سین بہت ممتاز تھا اور وہی آگے چل کر چین میں جمہوری انقلاب برپا کرنے میں کامیاب ہوا - سن یات سین مطلق العنانی اور سامراج کا شدید مخالف تھا - اس کو کئی مرتبہ چین سے نکالا گیا - وہ مختلف ملکوں میں بیس سال تک جلاوطن رہا، مگر اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے پیہم کام کرتا رہا اور چین میں انقلابی جد و جہد اسی کی رہنمائی میں جاری رہی -

سن یات سین نے ۱۸۹۵ء میں سنگ چنگ ہوئی (احیائے چین) کے نام سے ایک سیاسی جماعت قائم کی تھی جس کا مقصد جمہوریت قائم کرنا تھا - ۱۹۰۵ء میں اس نے ٹوکیو میں سنگ چنگ ہوئی اور دوسری انقلاب پسند جماعتوں کو متحد کر کے تنگ منگ ہوئی (انقلابی مجلس) قائم کی - جس نے جمہوری انقلاب کو اپنا بنیادی مقصد قرار دیا - کسانوں کو زمینداروں کے چنگل سے نجات دلانے کے لیے کاشت کرنے والوں کو زمین کا مالک بنانے کی حمایت کی، سرمایہ داری اور اس سے پیدا ہونے والے نقصانات کو ختم کرنے پر زور دیا اور اشتراکیت کے لیے راہ ہموار کرنے اور جاگیرداری معاشرے کو ختم کر دینے کا پروگرام بنایا - ۱۹۰۶ء میں اس جماعت کی سرکردگی میں کیانگسی میں کسانوں نے زبردست بغاوت کی - ۱۹۰۷ء میں ہان کاؤ میں فوج نے غدر برپا کر دیا - اور کوان تنگ میں بھی کسانوں نے بغاوت کی - ۱۹۰۸ء میں چینی محبانِ وطن کے مسلح دستے ویٹ نام سے جنوبی چین میں داخل ہوئے اور سرکاری فوجی ٹھکانوں پر کامیاب چھاپے مارے - چینی عوام اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کچھ فوجیوں نے بھی ان کا ساتھ دیا اور سرکاری فوج کو بہت نقصان پہنچایا۔ ان سب بغاوتوں کی رہنمائی سن یات سین ویٹ نام میں بیٹھ کر کر رہا تھا۔

مسلسل بغاوتوں اور مسلح جدوجہد سے حکومت بہت پریشان ہوئی اور ۱۹۰۵ء میں چند اصلاحات کا اعلان کر دیا گیا مگر عوام مطمئن نہیں ہوئے اور بے چینی اور ہنگاموں میں اضافہ ہوتا گیا۔ اسی زمانہ میں شدید قحط پڑا۔ اور چین کے تمام صوبوں میں کسانوں کی بغاوتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ۱۹۱۱ء کے آغاز میں چینی حکومت نے امریکی اثرات کے تحت امریکی، برطانوی، فرانسیسی اور جرمن بینکاروں سے بڑے بڑے قرضے لیے اور ان ملکوں سے خفیہ معاہدے کیے۔ قرضوں کے عوض میں بینکاروں نے جنوبی اور جنوب مغربی چین میں ریلوے بنانے کے حقوق اور مختلف قسم کی مراعات حاصل کر لیں۔ جب اس قرض کے خلاف احتجاج کیا گیا تو حکومت نے ظلم و تشدد سے کام لیا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دیہی کسانوں کے ساتھ شہری عوام بھی بغاوتوں میں شریک ہو گئے اور ہر طرف خوں ریزی ہونے لگی۔

۱۰ اکتوبر ۱۹۱۱ء کو تننگ منگ ہوئی کی سرکردگی میں وسطی چین کے نہایت اہم صنعتی اور تجارتی مرکز ہان کاؤ میں فوج نے بھی بغاوت کر دی اور بادشاہت کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا۔ مزدوروں اور طلبا کی مدد سے باغی فوج نے اسلحہ کے سب سے بڑے سرکاری ذخیرہ پر قبضہ کر لیا۔ حکومت نے باغیوں کی سرکوبی کے لیے بحری فوج بھیجی مگر وہ بھی باغیوں کی حمایت کرنے لگی اور حکومت بے بس ہو گئی۔ یہ بغاوت فیصلہ کن اقدام ثابت ہوئی۔ ایک مہینے کے اندر باغیوں نے دریائے یانگسی کے جنوب میں پورے چین اور شمال میں منچوریا پر قبضہ کر لیا اور یہاں شاہی اقتدار بالکل ختم ہو گیا۔ غیر ملکیوں اور چینی امرا اور جاگیرداروں کو جب یہ یقین ہو گیا کہ ملوکیت کا قائم رہنا بھی ناممکن ہو گیا ہے تو انھوں نے انقلابیوں کا مقابلہ کرنے کی ذمہ داری ایک تجربہ کار جنرل یوان شی کائی کے تفویض کی اور اسے سپہ سالارِ اعظم بنایا گیا۔

یکم فروری ۱۹۱۲ء کو سن یات سین چین واپس آیا۔ وہ بیس سال سے جلا وطن تھا۔ انقلابیوں نے جمہوریہ چین کے قیام کا اعلان کیا۔ نانکن جمہوریہ کا دارالحکومت قرار پایا اور سن یات سین کو عارضی صدر بنایا گیا۔ سن یات سین نے ایسے اقدامات کیے کہ ملوکیت کو کسی شکل میں بھی باقی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رکھنے کے امکانات ختم ہو جائیں۔ شمالی چین پر یوان شی کائی نے فوجی طاقت سے اپنا اثر قائم رکھا اور نو قائم شدہ جمہوریہ کی حکومت سے مصالحت کی کوشش کرنے لگا۔ انقلاب پسندوں کا بھی یہ خیال تھا کہ یوان شی کائی سے مصالحت کر لی جائے تاکہ چین خانہ جنگی سے محفوظ رہے۔

اس صورتِ حال سے یوان شی کائی نے فوری فائدہ اٹھایا اور ۱۰ فروری ۱۹۱۲ء کو کمسن شہنشاہ کو تخت سے دست بردار کروا دیا۔ اس طرح چین میں قدیم شہنشاہیت کا خاتمہ ہو گیا۔

صدرِ جمہوریہ یوان شی کائی کی غداری

سن یات سین کی یہ خواہش تھی کہ ملک میں خانہ جنگی نہ ہو اور پورے ملک کو ایک متحدہ جمہوریہ بنا دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے سن یات سین ۱۴ فروری ۱۹۱۲ء کو یوان شی کائی کے حق میں صدارت سے دستبردار ہو گیا لیکن سن یات سین اور انقلاب پسندوں کی توقعات پوری نہ ہوئیں اور یوان شی کائی نے آمریت کی راہ اختیار کی۔ ۱۰ مارچ ۱۹۱۲ء کو جمہوریہ کا دستور نافذ کیا گیا جو انتہائی غیر جمہوری تھا۔ آبادی کی عظیم اکثریت کو سیاسی حقوق سے محروم کر دیا گیا تھا اور جاگیری نظام عملاً پھر واپس آ گیا تھا۔ یوان شی کائی کو امریکہ، برطانیہ، فرانس، جرمنی اور جاپان کی زبردست مالی امداد حاصل تھی۔ ان ملکوں کا مقصد یہ تھا کہ یوان اپنی فوجی طاقت بڑھا کر جمہوری تحریک کو بالکل ختم کر دے اور وہ اس میں کامیاب ہوئے۔ غیر ملکی امداد اور فوجی طاقت کے بل بوتے پر یوان شی کائی نے خود شہنشاہ بننے کا منصوبہ بنایا اور مفاد پرست عناصر اس کی حمایت کرنے لگے تاکہ چین میں پھر وہی حالات پیدا ہو جائیں جو مانچو شہنشاہوں کے زمانے میں تھے۔

اس صورتِ حال سے چینی عوام اور انقلاب پسند سب ہی بہت مایوس ہوئے اور سن یات سین بھی متاسف تھا کہ وہ یوان شی کائی کے حق میں کیوں دستبردار ہوا۔ چنانچہ جمہوری نظام کو واپس لانے کے لیے سن یات سین نے پھر جدوجہد شروع کی اور محبِ وطن چینی نوجوان پھر سرگرم عمل ہو گئے۔ روسی انقلاب نے چینی نوجوانوں کو بہت متاثر کیا تھا اور وہ اسی نوعیت کے انقلاب کو چین کے لیے باعثِ نجات سمجھتے تھے۔ چین میں کمیونزم کی جڑیں گہری ہونے لگی تھیں اور نوجوان کمیونسٹ سن یات سین سے پورا تعاون کر رہے تھے۔ ان کمیونسٹ نوجوانوں میں ماؤزے تنگ، چو این لائی اور چاؤتے زیادہ ممتاز تھے اور انھوں نے صوبہ ینان کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنا لیا تھا۔

۱۹۱۳ء میں سن یات سین نے یوان شی کائی کی فوجی آمریت کے خلاف عملی قدم اٹھایا۔ جنوبی چین کی فوجوں نے اس کا ساتھ دیا اور کئی مہینے تک لڑائیاں ہوتی رہیں لیکن اس جنگ میں یوان شی کائی کامیاب ہوا۔ سن یات سین پھر جلا وطن کر دیا گیا اور چین کا مستقبل تاریک تر نظر آنے لگا۔

(باقی آئندہ)

© rasailojaraid.com